

فلس
1915003
فلس

11/11/15

M.A.LIBRARY, A.M.U.



PE13414

Pop

فلس

فلس



11/11/15

[illegible]

[illegible]

بدن پر خاکساری سی ہی خاک
 اگرچہ حسب ظاہر وہ گدا ہے
 دعاوی اوسنی جسکی حقین کبار
 جو شہ ادس پیر کی خدمت میں جاوے
 اوی فرزند کی بستی ہی بس جاوے
 یہ پہولا مثل گل اوسکا بدن سب
 خبر کیا اوس سیحاد م کی پائی
 یہ کہتا تھا کہ آخر روز کب ہو
 خدا دست کرم سی اپنی کدم
 کیا دن گزند وین جب گذر سب
 جہان رہنا تہادہ پیر جو ان سخت
 ملا سر کو خبار آستان پر
 ولی درویش اوسدم حسب محل
 نہیں اس سی ہوا بالکل مخاطب
 سحر فی جبکہ دم ہمارا جدا سے
 مخاطب پاکی بس اوسکو سبکتر
 دوزالو پیر الگ بیٹھا ادب سے
 ہوا درویش اوسدم یوں گہر بنج
 یہاں فی سی حاصل کجا کیا ہے
 کناری شہر کی عالم سی ہی پاک
 حقیقت میں لیکن پادشا ہے
 ہوئی آسان ہزاروں کار شہاد
 تو بیشک ہی مراد دل بڑوے
 ہوا جسوقت اس میں دیسی آگاہ
 کہ تنگی سی ہوا شتی پیر ہن سب
 تن بیجا عین گویا جان آئے
 ملوں جو رات کی پردی میں اوسکو
 رکھی زخم جگر پر میری مرہم
 ہوئے پیدا جان میں ظلمت شب
 گیا سکینان دسکی چوڑ کر سخت
 کہ تہارتہ فلک سی اوسکا برتر
 عباد تمین خدا کی تھا جوشنول
 رہا بس انی ہی مطلب کا طالب
 بلایا شہ کو بانگ مر جا سے
 قدم پر عاجزی سی رکھ دیا سر
 جدا لکھو کیا لیکن لب سے
 کہ حقنی بخشی ہیں شجکو بہت گنج
 فقط تھخہ نصیحت یاد عاب ہے

[illegible]

کہ مگر کئی نام ایک دنیائے
 کو برہنہ کر دینا ہے
 کہ مگر کئی نام ایک دنیائے
 کو برہنہ کر دینا ہے
 کہ مگر کئی نام ایک دنیائے
 کو برہنہ کر دینا ہے

کہا یہ نل فی صیاد و کسی فی الحال
 کسی شب سہی نہیں ہندیں لہ و
 کہ ظاہر میں نہایت خوشنما ہیں
 او سپیدم جال حکمت کا چھپایا
 گہرا سینہ پر اک مرغ دانا
 لگا گہنی سخن یہ کھول منفار
 جہان کی باغ میں بی آشیان بن
 ستم ہی اور بسمل کھستنا
 نہایت نیک ستیر اور وفادار
 ہوا یہ دام میری جی کا خجال
 قفس سی دوسری شکل لائی
 کہ اب بہر خدا آزاد مجھ کو
 مٹانا ہی پر و نثار دہی
 خوشی سی میں ہی آؤنگا تری گم
 بچا طوطی کی طاقت کہاں ہے
 جو ممکن ہو نہ ہرگز زور و زور سے
 اوڑھی کیونکر وہاں پر مرغ بی
 کہ میں ظاہر میں ہوں چند پانے
 ترا جس شہر میں بہتا ہی دلیر

او ہون کی دیکھ کر رنگین و پال
 کہ لا کر دام سبزی پر چھاؤ
 حجب مرغ سب گھن ادا ہیں
 او ہون کی جگہ ہی یہ حکم پایا
 اگرچہ اوڑ گئی سب مرغ رعنا
 ہوا جدم قفس میں نگر قرار
 کہ میں ہی اک اسیر ناتوان بن
 عبت رنجی پہی خجہ چلانا
 مر بھنس تہا اک یار غنوار
 گیا وہ توکل ہند و نسی فی الحال
 ہوئی اک تو گراں او کی جدائی
 ندی آزار سے صیاد مجھ کو
 کہ ملنا مرغ سچاری سی کیا ہی
 اگر اس قفس میں پاؤں گا آرام
 کہا نل ہے کہ تو خود ناتوان ہے
 وہ کھلی کام کہل کشت پر
 فرشتہ پر غاری جس کل ن پر
 ہوا پر مرغ زیرک یوں سخن ساز
 ولی دہاتک میں جا سکتا ہوں گر

یہ تو نکلے دھوی تر کی
 جو چاہی تو تیرا اب دوسری کا
 تو دی قدرت سے نہ کی
 یہاں لکھی تھو من کو سب پہنچا
 جب اوسنی کی کہ وہ سبنا
 توئی ہی بچے نل کو کھلایا

۱۴
 شہابی تھو میں بیک فیم
 کہ باغ میں رہے یہاں
 نانا نل بین
 کہ اسے آرام جان بزاران
 کہ اسے آرام جان بزاران
 کہ اسے آرام جان بزاران

نہو ہون کی جگہ ہی یہ حکم پایا
 کہ لا کر دام سبزی پر چھاؤ
 حجب مرغ سب گھن ادا ہیں
 او ہون کی جگہ ہی یہ حکم پایا
 اگرچہ اوڑ گئی سب مرغ رعنا
 ہوا جدم قفس میں نگر قرار
 کہ میں ہی اک اسیر ناتوان بن
 عبت رنجی پہی خجہ چلانا
 مر بھنس تہا اک یار غنوار
 گیا وہ توکل ہند و نسی فی الحال
 ہوئی اک تو گراں او کی جدائی
 ندی آزار سے صیاد مجھ کو
 کہ ملنا مرغ سچاری سی کیا ہی
 اگر اس قفس میں پاؤں گا آرام
 کہا نل ہے کہ تو خود ناتوان ہے
 وہ کھلی کام کہل کشت پر
 فرشتہ پر غاری جس کل ن پر
 ہوا پر مرغ زیرک یوں سخن ساز
 ولی دہاتک میں جا سکتا ہوں گر

عشقم ای که باد این می تکرار
چو آب ماهی بی مهر و کجاست
دایه زبونی نهی کو بخت
کجا سپاوش غم کی بازویی
بلای ساقی نمی صبا او سر
که راهی بی صبا او سر
در سودن رخ و مژگان
دین گداز اندین

لہی ہی درد دل سی چشم نم کر
 مفید لہ سکھو قط غناب لب ہے
 اونہوں کی اور سی پرتی ہی گھٹا
 ترا الفت کا بتلاتی ہیں پیار
 کہ دنیا میں ہی یارب عشق کیا
 سدا رکھتا تھا کام آرام سی مین
 نکلتی ہیں جو یہ شعلہ جگر سے
 ہوا ہوں مو بربک کلک تصویر
 برا برسال کی کتا ہی اک وز
 رگ گل نی کیا ہی کارشتر
 سدا الفت کا ہی معمول اڑوں
 جلی پروانہ تب و سلی لگن میں
 یکا یک آفسی کڑی نہیں ہو
 ہوا ہی تیر مرگان کا نشانہ
 پہرا ہی بت پرتی سی مرادوں
 نہ کیز ناری اب ہی سرکار
 کہ ہی بہتر ترا پیوند مجھے
 چمن میں لطف ہوئے اور ہی تب
 سی انسرین کے صحت نثرین

۱۵
 ہاں کہہ دو میں دہشت سی لکھری
 کہ خطا باور کی جھینٹ سی پائیداری
 جب پہنچا دہشت کی فضا
 نظر آئی روئے ان پیکر پر وہ
 کہ اب انداز لیکو اس کا
 نہاںشادوی دیکھوں صنم کا
 ہتھارا دوس دیکھوں صنم کا
 علی میں کہ رہی تھی بس لکھری
 دہشت کا دوسنی جو لکھری
 دہشت کا دوسنی جو لکھری
 دہشت کا دوسنی جو لکھری

کیمیائی یا باجائی یا روغن یا دوا یا دگر

[illegible]

[illegible]

یہ دیکھو کہ ہر ایک کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور ہر ایک کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور ہر ایک کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام میں مصروف ہے

پلاسٹک سے لفت کا ایک جام کہ آیا ہی درستی پر مرا کام

رسانیدین نامہ دمن بانیل و خیر یافتین ہر دمن ز نامہ پیغام
و مفت رگرون ساعت شاد سے برای دمن

جو پایا مرغ فی نامہ نیری سے
خوشی سی جلد کو شش کر و خچند
دیا جوقت نل کو نامہ یار
گئی اور کر خبر یون دم میں ہوسو
دمن کی باپ فی حب یہ سنا طو
بہکھر عشق سی آگے خرابے
کہا افسوس و مھرون کا بیب
چلون کس فکر منصوبی سی بیبا
گیا جو چار خانی میں کہیں شاہ
چھی یہ شہر خہ کس فی لکایا
زمانے کا بہت ہی حال اتر
کہ رخ الفت سی ہر جا دمن کا
فراغت سی ہی ہر وقت خوشحال
غرض سب سی ہی ہی بات بہتر
اگر اس دوری مھرہ گذر جائے

چلا اور تا ہوا چا بکتری سے
گیا او جین میں ہا بال فشان
ہوئی مضمون ہی او سکی سب خبر دا
نہیں چھپی ہی جیسے شک کے بو
ہوا پیدا اوسی شطرنج کا غور
بلایا ہمیشہ یون کو تنابے
پڑا ہی در میان ارد ب غضب
بچی جواب یکایک اسجکات
رہی گی پھر بکھنی کی نہیں راہ
دمن کا دل جو یون بھر ہی پایا
کرون شادی کی ساعت ابھی
بہلا دی طور سب یوانی پن کا
کرمی لکونہ پیل غم سی پامال
گاہ فرزندین ری شہ کی مولا
جنون ہر صاف بازی دکر جائے

یہ دیکھو کہ ہر ایک کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور ہر ایک کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور ہر ایک کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام میں مصروف ہے

۱۸

ہو جب اس طرح سی عجب کم
ہو اب اس طرح سی عجب کم
ہو اب اس طرح سی عجب کم
ہو اب اس طرح سی عجب کم
ہو اب اس طرح سی عجب کم
ہو اب اس طرح سی عجب کم
ہو اب اس طرح سی عجب کم
ہو اب اس طرح سی عجب کم
ہو اب اس طرح سی عجب کم
ہو اب اس طرح سی عجب کم

یہ دیکھو کہ ہر ایک کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور ہر ایک کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور ہر ایک کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام میں مصروف ہے

گاه گری خاک پر چرخ سبب
 چرخین کوی را چرخ سبب بار افکار
 گاه گری خاک پر چرخ سبب
 چرخین کوی را چرخ سبب بار افکار

میں نے اس کو اپنے گھر سے لے کر اپنے گھر کے سامنے لے آیا۔
 جو اس کو اپنے گھر سے لے کر اپنے گھر کے سامنے لے آیا۔
 اس کو اپنے گھر سے لے کر اپنے گھر کے سامنے لے آیا۔
 اس کو اپنے گھر سے لے کر اپنے گھر کے سامنے لے آیا۔

<p>گہا کہ روزاوسنی نل سی جا کر اسی ہی لکوی بیتابی درخ اگر رعب طبیعت ہونے سپر کہیں شغل ہم بازی لگا کر نہیں کہ آپ کو ہی نقد کا غم زب سے تازہ در پر و سوت سودا سجا ناوشن جان یہ ہوا ہے کھا شغل بہتر سے نہایت محبت کیا کہ ہم تم اک جگر ہیں جہاں اسٹیب کا ہوا خلاص ہم یہ کھکھہ پر دین چو نہر نکاسے حریف اس فین تہا عیار و پرکار لگا اپنی تین تہلے پرانے جو تہا نل بازی دوران سی غافل نہ تہی انجام سی اپنی خبر کچھ پہر آخر اوسنی یہ حکمت لڑائے دیا اب فریب جادو انہ جہاں تک گھر میں تہا اسباب ویر لگا کر ملک بازی میں نہر</p>	<p>کہ تہا بیٹھی میں اب آ کر سجا ہی شغل کی خاطر شغل شرج تو کیلا شغل کہ دیر چو سر کہ کرو تہا ہی زائل رنج کو زر کہ دریا ایک قطر میسی نہو کم ہوا سنی ہی نل شتاق کو سر اسر کر یا تو عین ہر اسے مجھی یہ طور خوشتری نہایت اور اپنی نخل کی و نو ٹر ہیں وہاں کیا نقد کی جانی سی بوغم ندامت مفت میں سر لڑ و تہا ہی دغا کی کہیل سی تہا بس خبر دا رہی جہیں مخاطب اس سہا بنے لگایا کہیل میں اور نہ ل نہ طاری پہ تہی اوسکی فطر کچھ کہ نل فی ایک ہی بازی پائی کہ دم میں لی گیا سہا نہ پنہوڑا ایک بھی خس کی برابر کیا سب ایک ساحت میں برابر</p>
---	---

میں نے اس کو اپنے گھر سے لے کر اپنے گھر کے سامنے لے آیا۔
 جو اس کو اپنے گھر سے لے کر اپنے گھر کے سامنے لے آیا۔
 اس کو اپنے گھر سے لے کر اپنے گھر کے سامنے لے آیا۔
 اس کو اپنے گھر سے لے کر اپنے گھر کے سامنے لے آیا۔

زمانہ جو اوپر لکھا ہے وہ جانی باری
 دین کی جو باتیں ہیں وہ دریا میں جہاں سے
 عجب چلنے والے ہیں جو دریا میں جہاں سے
 عجب چلنے والے ہیں جو دریا میں جہاں سے

خدا جانے کیا ہے
 کیا ہے جو جہاں میں ہے
 دین کی جو باتیں ہیں وہ دریا میں جہاں سے
 عجب چلنے والے ہیں جو دریا میں جہاں سے

۲۵
 خدا جانے کیا ہے
 کیا ہے جو جہاں میں ہے
 دین کی جو باتیں ہیں وہ دریا میں جہاں سے
 عجب چلنے والے ہیں جو دریا میں جہاں سے

بہت سی چار کی سی دم میں آیا
 چلا آئی دمن کو لیکے ناچار
 کس چار اک درخت آیا نظر میں
 پہر اسکی بعد باہم ملکی سوئی
 نظر آیا کہیں اک چشمہ آب
 ہو میں دو مچھلیاں دو کوئی دوار
 پڑیں تھیں آگے دریا کی کناری
 سفر کا دیکھ تو احوال بہتر
 کہ رہتی ہی ہمیشہ بقیارے
 پڑا ہی کام اس گئے ان ہی
 جہاں سب یک قلم دشمن ہی
 جلا دل آتش غم سی دمن کا
 کھا پہر اس طرحی کا وفا دا
 ابھی ہی آزمانا آسمان کو
 پہر آخر رنج کی ہی تہا ہی
 اوٹھالی ہاتھ میں ن چھلک کو
 کہ جو حسین سید ہشتبا گم
 ابھی آتا ہوں دریا سی نہاے
 سنا دینی پری زما نہ

قریب او میں غ دانا سی کہ آیا
 نذیکہا جب کسی کو دہانہ غوار
 کئے دن بعد دو نو کو سفر میں
 تلے جاو سکی پہلی خوب ہی
 اوٹھی جو خواب کی گرمی تپ
 گئی نزدیک جو او سکی قضا کار
 کہیں اسوقت وہ لہر و لکی ٹاری
 کھانل فی دمن ہی کا ہی سمندر
 رہنم کی مثل ہے حالت ہمار
 ہوئی جیسی جدا اپنے مکان ہی
 نہیں غوار اب کوئے دراہی
 کیا جسوقت ان باتوں کا چرچا
 صنم کی دیکھو سنی حالت ہمار
 نکھرے بادنا حق نقد جان کو
 بہلا وہ کہیں کینک بی وفا ہی
 ملا ہی رزق اندک اب تو خوش ہو
 الگ جا آگ میں بہو نو اسیدم
 یہاں سی من قدم جلدی اوٹھانی
 ہوا یہ کہیں دریا کو روانہ

دین کی جو باتیں ہیں وہ دریا میں جہاں سے
 عجب چلنے والے ہیں جو دریا میں جہاں سے
 عجب چلنے والے ہیں جو دریا میں جہاں سے
 عجب چلنے والے ہیں جو دریا میں جہاں سے

[illegible]

کتابهای سبب اوست این چنان

ہر ایک کی ایک سیڑھی تھی جس سے وہ اپنے گھر میں آتا تھا۔
 ایک دن وہ اپنے گھر میں آتا تھا کہ اس کی سیڑھی ٹوٹ گئی تھی۔
 اس نے کہا کہ میں اس کی مرمت کروں گا۔
 وہ اپنے گھر میں آتا تھا کہ اس کی سیڑھی ٹوٹ گئی تھی۔
 اس نے کہا کہ میں اس کی مرمت کروں گا۔

کیا ایک ہو گئی دہشت سی کا فور
 پڑی عاجز تھی سب کو یا کر سے
 ہر اک مردی کی صحت بن گئی کور
 ہوئی اوسن توان کی دھلی مور
 ہوئی پھر تھس آہ و فغان سی
 نرو کا اوس گہری تقدیرنی ہای

بہر سب آہون فی چو گری در
 نہ چینا ہی اوٹھا کوئی او دہری
 سیکھا چل سکا اوس پیر کچر در
 جہان تک تھی وہاں پیریل پڑو
 بر آجیب نہ یہ مطلب مان سی
 کہ بخشا کیون مجھی اوس پیرنی ہای

سجائی شیر مار از ہر دادے
 نہ کہ اس قالب غمناک میں جا
 خدا کی دھلی باہر روان ہو
 گئی بیتاب ذریا کی کنارے
 فرشتی ہی پڑی اوسکو نظر کچر
 جاب سا سبک جاتی تھی خوشتر
 کہ مت رکے اب تب ہم سی حوالت
 گئی بین اب گذر گردش کی ایام
 کہ مالک مینو آؤ کا خدا ہے
 ہوئی غائب یکایک پھر فطری
 رہی تصویر سی یکبار حیران
 اسی میں اب بھجوں یا قصور
 گیان شکر سی رک سارا گذر گاہ

چو خوش بودی اگر یاد زرا دی
 مری مینی ہی تو امی لکھجا
 نہ تو اب در پئے آزا کجان ہو
 اسی حالت میں مئی روتی باری
 کیا جو سوزنی اوسکی اثر کچر
 نہیں مئی سی ہوتا تھا دم تر
 دمن کو دور سی دی یہ بشارت
 کوئی دینن بھی ملتا ہے آرام
 عبت گلین سے ہر دم صد آ
 اشارہ کر لی یون اوس پیری
 دمن اس ماجر یکو دیکھ کر وان
 کہا یارب میں ہوں حیران اسیر
 کہری تھی اس تصویر میں کہ ناگا

ہر ایک کی ایک سیڑھی تھی جس سے وہ اپنے گھر میں آتا تھا۔
 ایک دن وہ اپنے گھر میں آتا تھا کہ اس کی سیڑھی ٹوٹ گئی تھی۔
 اس نے کہا کہ میں اس کی مرمت کروں گا۔
 وہ اپنے گھر میں آتا تھا کہ اس کی سیڑھی ٹوٹ گئی تھی۔
 اس نے کہا کہ میں اس کی مرمت کروں گا۔

۲۸
 کہ ایک ایک سیڑھی تھی جس سے وہ اپنے گھر میں آتا تھا۔
 ایک دن وہ اپنے گھر میں آتا تھا کہ اس کی سیڑھی ٹوٹ گئی تھی۔
 اس نے کہا کہ میں اس کی مرمت کروں گا۔
 وہ اپنے گھر میں آتا تھا کہ اس کی سیڑھی ٹوٹ گئی تھی۔
 اس نے کہا کہ میں اس کی مرمت کروں گا۔

کہ ایک ایک سیڑھی تھی جس سے وہ اپنے گھر میں آتا تھا۔
 ایک دن وہ اپنے گھر میں آتا تھا کہ اس کی سیڑھی ٹوٹ گئی تھی۔
 اس نے کہا کہ میں اس کی مرمت کروں گا۔
 وہ اپنے گھر میں آتا تھا کہ اس کی سیڑھی ٹوٹ گئی تھی۔
 اس نے کہا کہ میں اس کی مرمت کروں گا۔

کتابت شد در روز ۱۵ شعبان ۱۲۰۳
 در محضر آیت الله العظمی
 میرزا محمد تقی خاں
 در شهر کابل
 در روز ۱۵ شعبان ۱۲۰۳

در روز ۱۵ شعبان ۱۲۰۳
 در محضر آیت الله العظمی
 میرزا محمد تقی خاں
 در شهر کابل
 در روز ۱۵ شعبان ۱۲۰۳

در روز ۱۵ شعبان ۱۲۰۳
 در محضر آیت الله العظمی
 میرزا محمد تقی خاں
 در شهر کابل
 در روز ۱۵ شعبان ۱۲۰۳

<p>بجا جب صدم پر کوشش سے دمن ہی اوس جگہ سی گھینچ کر آہ سر راہ ایک مندر لیں قضا را اونہوں فی بوجاوس شکر کی پائی ہوئی اس طعری مائل ستم پر نہیں چڑھا سلامت ہانپہ لکین پری پر ہی نہ کچھ آسیب آیا غرض لیکر دمن کو وہ بر مسن شتا سیسی قدم اپنی اوٹھائی اونہو نکا جو دمان فرما نروا تھا گئی جسمانی اوسکی پریشان بگر حجت سی کی جسم سپہوں پر رکھا کچھ دیر حیرت میں کہ یارب سمجھا اوس سی کی قدر برتر پریشان لکھ سادیکھا جو اوسکو کہ کیا شجر پری ایسی تباہ ہے تباہی جی کر اس بات کا تنگ نہان کئی ہی اپنا حال پُر درد دمن فی دیکھہ اوسکی مھر پائے</p>	<p>ہوا لشکر پہر اک جانب کو رہے چلی ناچار ہوش شکر کے ہراہ ہوا در پیش خجل ہاتھ یون کا پہنچ کر فی طرح آفت چانی کہ یکسر کر دیا پامال شکر رہی باقی قحط تھوڑی برہمن خدا کی جسم فی اوسکو بچایا ہوئی لگی وہ ہانسی پہر قدم زن شکل صحر اسی آبادی میں آئی عجبے یاد دل و ہر آشنا تھا ہوا آنکھوں سی اپنی گوہر نشان نظر آئی اوسی وہ ماہ پیکر کوئین سی کب یہ نکلا ماہ شمش تباہا تخت کی اسنے برابر لگا وہ پوچھنی بس مہربان ہو ہوئی تنہا جو اپنی گہری راجیج ہے بہت غاہر میں تو حالت سی ہی ہوئی ہی کیون برنگ کھر بازو سنایا حال اپنا کچھ زبانی</p>
---	--

در روز ۱۵ شعبان ۱۲۰۳
 در محضر آیت الله العظمی
 میرزا محمد تقی خاں
 در شهر کابل
 در روز ۱۵ شعبان ۱۲۰۳

مری غم سی لو نہیون پر کیا ہوئی
 کہ سبب میں تری فرقت میں جان
 تری اس تجوین بی شہر پا
 ہوئی میری یہاں تک جو رسا
 سنا یا حال جب یہ زمین نی
 نہایت برق سی کہ بی قاری
 واپس آتھا تھا ایک محرم
 یکایک سنکے اوسکا نالہ و آہ
 کہ اسدم دیکھ کر اک برہمن کو
 بزرگ شمع روتی ہی کھری زار
 کہی جیوت اوسنی یہ حکایت
 دمن کو بیواری سی بلایا
 کہا اگھو نسی تیری اسے پر یو
 تری غم سی نہایت غم جی سہ
 اسی صورت سی کی ہر چند تکرار
 نہیں از درون باہر نکالا
 نیا فی جب نشان اوسنی میں ہے
 کہ امی ز نارد ارنیک کردار
 حقیقت جو کہ ہو دی اس جگہ راسا

کہان یہ رہتی ہیں در احوال کیا ہی
 لبو پر اری ہی در دسی جان
 پری ہی قافلہ صحر البصر ا
 تری اقبال فی کی رہنمائے
 دکھا یا سوز اپنا بھی دمن نے
 ہوئی انسو سی اسے روبرو ہارے
 کہ تھی اوسن زمین کی یار و ہم
 کیا بانو کو اوسنی جاک آگاہ
 ہو ای غم بہت اوس سیتن کر
 نہیں کچھ سوز دل کرتی ہی ظہار
 تعجب میں ہوئی بانو نہایت
 تسلی دی کی زانو پر سہا پا
 بھی ہیں بی سبب کیوں انسو
 تپا سج کیا الم اسدم سچی ہے
 کیا اوسنی نہ لیکن حال اظہار
 چہا کر اور ہی باتو نہیں ٹالا
 الگ بلوا کی پوچھا برہمن سے
 دلائی ہون سچی سو گند ز نارد
 کمری تو چہرہ ظاہری کم و کاست

مری غم سی لو نہیون پر کیا ہوئی
 کہ سبب میں تری فرقت میں جان
 تری اس تجوین بی شہر پا
 ہوئی میری یہاں تک جو رسا
 سنا یا حال جب یہ زمین نی
 نہایت برق سی کہ بی قاری
 واپس آتھا تھا ایک محرم
 یکایک سنکے اوسکا نالہ و آہ
 کہ اسدم دیکھ کر اک برہمن کو
 بزرگ شمع روتی ہی کھری زار
 کہی جیوت اوسنی یہ حکایت
 دمن کو بیواری سی بلایا
 کہا اگھو نسی تیری اسے پر یو
 تری غم سی نہایت غم جی سہ
 اسی صورت سی کی ہر چند تکرار
 نہیں از درون باہر نکالا
 نیا فی جب نشان اوسنی میں ہے
 کہ امی ز نارد ارنیک کردار
 حقیقت جو کہ ہو دی اس جگہ راسا

کہ سبب میں تری فرقت میں جان
 تری اس تجوین بی شہر پا
 ہوئی میری یہاں تک جو رسا
 سنا یا حال جب یہ زمین نی
 نہایت برق سی کہ بی قاری
 واپس آتھا تھا ایک محرم
 یکایک سنکے اوسکا نالہ و آہ
 کہ اسدم دیکھ کر اک برہمن کو
 بزرگ شمع روتی ہی کھری زار
 کہی جیوت اوسنی یہ حکایت
 دمن کو بیواری سی بلایا
 کہا اگھو نسی تیری اسے پر یو
 تری غم سی نہایت غم جی سہ
 اسی صورت سی کی ہر چند تکرار
 نہیں از درون باہر نکالا
 نیا فی جب نشان اوسنی میں ہے
 کہ امی ز نارد ارنیک کردار
 حقیقت جو کہ ہو دی اس جگہ راسا

کہ سبب میں تری فرقت میں جان
 تری اس تجوین بی شہر پا
 ہوئی میری یہاں تک جو رسا
 سنا یا حال جب یہ زمین نی
 نہایت برق سی کہ بی قاری
 واپس آتھا تھا ایک محرم
 یکایک سنکے اوسکا نالہ و آہ
 کہ اسدم دیکھ کر اک برہمن کو
 بزرگ شمع روتی ہی کھری زار
 کہی جیوت اوسنی یہ حکایت
 دمن کو بیواری سی بلایا
 کہا اگھو نسی تیری اسے پر یو
 تری غم سی نہایت غم جی سہ
 اسی صورت سی کی ہر چند تکرار
 نہیں از درون باہر نکالا
 نیا فی جب نشان اوسنی میں ہے
 کہ امی ز نارد ارنیک کردار
 حقیقت جو کہ ہو دی اس جگہ راسا

[illegible]

مگر بہن جہن کی دور و زبانی
 کہ ہی اس نچھین حاصل تھی گنج
 لگا لہنی پہ آخر یون من ہی
 عجب تو اس طرح شکستہ کن ہی
 کہ بیڈیب ہی بہت رنگ زمانہ
 نہ ہو حسین تیرا کوئی زبان گیر
 یہ عاشق کی لہی افسوگری ہی
 بہت بہن او سکوسہ سامری نہ
 دکھاوی ایک م میں سیریم
 تو اسکی واسطی یہ امتحان ہے
 ہوا مثل صبا آخر قدم زن
 کھا پیغام او س غنچہ دہن کا
 ہونی پیدا نہایت بی قرار
 گہا اسطو رسی کامی میری ہم
 کہ ہو نکا وقت شکل میں یار
 کہ ہی تیار شا دیکا سر انجام
 کہ ہی مائل مجھی پردہ سکر لب
 ولی بند رہی ہانسی ہی بہت
 کہ دو دہن قطع پہنچون ان

کہ ہی تیرا جہن کی دور و زبانی
 کہ ہی اس نچھین حاصل تھی گنج
 لگا لہنی پہ آخر یون من ہی
 عجب تو اس طرح شکستہ کن ہی
 کہ بیڈیب ہی بہت رنگ زمانہ
 نہ ہو حسین تیرا کوئی زبان گیر
 یہ عاشق کی لہی افسوگری ہی
 بہت بہن او سکوسہ سامری نہ
 دکھاوی ایک م میں سیریم
 تو اسکی واسطی یہ امتحان ہے
 ہوا مثل صبا آخر قدم زن
 کھا پیغام او س غنچہ دہن کا
 ہونی پیدا نہایت بی قرار
 گہا اسطو رسی کامی میری ہم
 کہ ہو نکا وقت شکل میں یار
 کہ ہی تیار شا دیکا سر انجام
 کہ ہی مائل مجھی پردہ سکر لب
 ولی بند رہی ہانسی ہی بہت
 کہ دو دہن قطع پہنچون ان

کہ ہی تیرا جہن کی دور و زبانی
 کہ ہی اس نچھین حاصل تھی گنج
 لگا لہنی پہ آخر یون من ہی
 عجب تو اس طرح شکستہ کن ہی
 کہ بیڈیب ہی بہت رنگ زمانہ
 نہ ہو حسین تیرا کوئی زبان گیر
 یہ عاشق کی لہی افسوگری ہی
 بہت بہن او سکوسہ سامری نہ
 دکھاوی ایک م میں سیریم
 تو اسکی واسطی یہ امتحان ہے
 ہوا مثل صبا آخر قدم زن
 کھا پیغام او س غنچہ دہن کا
 ہونی پیدا نہایت بی قرار
 گہا اسطو رسی کامی میری ہم
 کہ ہو نکا وقت شکل میں یار
 کہ ہی تیار شا دیکا سر انجام
 کہ ہی مائل مجھی پردہ سکر لب
 ولی بند رہی ہانسی ہی بہت
 کہ دو دہن قطع پہنچون ان

۳۷

کہ ہی تیرا جہن کی دور و زبانی
 کہ ہی اس نچھین حاصل تھی گنج
 لگا لہنی پہ آخر یون من ہی
 عجب تو اس طرح شکستہ کن ہی
 کہ بیڈیب ہی بہت رنگ زمانہ
 نہ ہو حسین تیرا کوئی زبان گیر
 یہ عاشق کی لہی افسوگری ہی
 بہت بہن او سکوسہ سامری نہ
 دکھاوی ایک م میں سیریم
 تو اسکی واسطی یہ امتحان ہے
 ہوا مثل صبا آخر قدم زن
 کھا پیغام او س غنچہ دہن کا
 ہونی پیدا نہایت بی قرار
 گہا اسطو رسی کامی میری ہم
 کہ ہو نکا وقت شکل میں یار
 کہ ہی تیار شا دیکا سر انجام
 کہ ہی مائل مجھی پردہ سکر لب
 ولی بند رہی ہانسی ہی بہت
 کہ دو دہن قطع پہنچون ان

کہ ہی تیرا جہن کی دور و زبانی
 کہ ہی اس نچھین حاصل تھی گنج
 لگا لہنی پہ آخر یون من ہی
 عجب تو اس طرح شکستہ کن ہی
 کہ بیڈیب ہی بہت رنگ زمانہ
 نہ ہو حسین تیرا کوئی زبان گیر
 یہ عاشق کی لہی افسوگری ہی
 بہت بہن او سکوسہ سامری نہ
 دکھاوی ایک م میں سیریم
 تو اسکی واسطی یہ امتحان ہے
 ہوا مثل صبا آخر قدم زن
 کھا پیغام او س غنچہ دہن کا
 ہونی پیدا نہایت بی قرار
 گہا اسطو رسی کامی میری ہم
 کہ ہو نکا وقت شکل میں یار
 کہ ہی تیار شا دیکا سر انجام
 کہ ہی مائل مجھی پردہ سکر لب
 ولی بند رہی ہانسی ہی بہت
 کہ دو دہن قطع پہنچون ان

که منصف است که در حق او
نظر کن که در حق او
که منصف است که در حق او
نظر کن که در حق او

ہونی چون بق وہ چابک تھیک
 یہاں جو شہر میں نہ تیرن آیا
 نہ آئی کان میں طبل کی آواز
 نہ اوستے تھی کہیں دنگ کی
 نہیں فوت سنی بچتی کہیں جب
 سمانی دلیں حیرانی نہایت
 کھا چین کیا ہی کبہ سازے
 مرادہ کو نسا تھا دشمن جان
 دمن کی باپ فی ہی یہ خبر پائی
 کہ چھوڑا ملک اپنا کس سب سے
 بہت ظاہر میں آخر پیش آیا
 کہا یوں رسم ہمانی ادا کر
 عنایت کی یہاں جو آپائی
 یہاں ہی مسافت استہدرو
 یہ سنکر اور بھی حیرت میں آیا
 سمجھ کر آپ کو ناخو اندہ ہمان
 نکل آیا عسرق سارٹی نہیں
 نہ امت استہد پہلے اوٹھا کر
 کہ تھی جو دلو دلسی آشنائی

صدائی رنگ پہنچی آستانک
 کہیں آثار شاہ کا نہ پایا
 ندیکہ اک جگہ پر رخصت ساز
 اسی صورتی سب باج و کتا تھا
 ہوئی ت برون کی نوبت بری
 ہوئی حاصل پشیمانی نہایت
 ہوئی ہی کس ہی یہ رو بہ بازے
 مسافتیں کیا تھی جو حیران
 راکچہ دم ملک حیرت سی غم کہاں
 ہو اوار دیہان کے طلب سے
 مکان میں اپنی ناچار سی لایا
 کہ ہی ہر چند گستاخی سہرا
 بہلا کس راہ سی تشریف لائی
 کہ قاصد کو نہیں جانی کا مقدور
 کہ بیان میں اوسیدم سہرا
 ہوا دلیں بہت اپنی پشیمان
 خجالت نہی بات آئی دہن میں
 کہا یوں آخر شش باتیں ناگو
 محبت اسطرف کو کہیں لائے

[illegible]

کتابهای بیست و یک
کتابهای بیست و دو
کتابهای بیست و سه
کتابهای بیست و چهار
کتابهای بیست و پنج
کتابهای بیست و شش
کتابهای بیست و هفت
کتابهای بیست و هشت
کتابهای بیست و نه
کتابهای بیست و ده

۲۴

کتابهای بیست و یازده
کتابهای بیست و دوازده
کتابهای بیست و سیزده
کتابهای بیست و چهارده
کتابهای بیست و پنجاه
کتابهای بیست و شانزده
کتابهای بیست و هجده
کتابهای بیست و نوزده
کتابهای بیست و بیستم
کتابهای بیست و یکم

نئی سہری کیا ہے جو ہر عہد و زمانہ میں
 رہی ہے ہمیشہ کی جیسی رہی ہے
 و نیکو کہل کی
 و نیکو کہل کی

[illegible]

کیا وہ مار دیا؟
نکل پڑی اس جنگل میں
پہنچے جاکر پر پہونچی رہا جس
سرمایہ عشق چھوٹی سی راہ میں
عبادت میں نہایت سیرا
گمشتہ کرتی تھی سلگوں اور ہوتوں
بیکار کرکیندن اور زمین کی
کہا باریں یا امیدیں کی

کہ ہوتا ہوں جدا ایامہ تجھے
 نہیں کچھ چیز ٹے جگہ ہی چاہ
 کروں کس طور سے نیا کامین ساتھ
 بہت کہ تو فی غمخواری مری لی
 مری خاطر الم کیا کیا اوٹھائے
 میں اب کہ دیر میں جاتا ہوں شک
 پنچوڑا سی شمع و رغبت یہاں کی
 کہاں درود میں نی کا ی وفادار
 نہیں ہی یہ طریق آشنائے
 جدا ہو پاس سی جب یار جانے
 جچی خوش ہی تری ہمراہ چلنا
 نہیں تجھ گہرائی کہ کروں گی
 جو پہوٹی ہوں طریق دوستدار
 کہا تجھی مری دوری ہی شکل
 نہ ہو ظاہر میں گرتجھی ملاقات
 تری صورت فی جگہ اسی منہ
 بڑا یا مرتبہ میرا یہاں تک
 یہ کہا کہ گدین سی ہاتھ مل مل
 گئی بس سحر اوکی سوی اخلاک

[illegible]

کہانی کا اچھا نمونہ ہے
 جو بچہ دیکھ کر اضطراب
 نہ کرے اور نہ ہی
 کسی پریشانی میں
 مبتلا ہو۔ یہ کہانی
 بچوں کے دل پر
 گہرا اثر ڈالے گی۔

شاد بود صندلی خفته بپایش
برابر کز توفانی جاسی
بین پیر و پادشاه
چو خندان ده اشک رنگین
پرویی بجای لاش عشق جهان پر
کمی نیستی بوی خودمان بر
مکالم و عظمی پیر
دیارین سخن بسیار
از نوای زلفی در سبزه
کوه و بوای کوه لاک

لیکن چونکہ اس وقت تک کہ اس نے اپنے
 دل میں اس کی بات نہ کی تھی اس لیے کہ
 اس نے اس کی بات نہ کی تھی اس لیے کہ
 اس نے اس کی بات نہ کی تھی اس لیے کہ

لکی جانی بزرگ شمع کا نور
ز بس دوستین کو عشق تہا پاک
پلا ساقی شراب سنج مقول
کہ دل جاوخی شیشی مثل گل پھول
دکھایا مھر کا ہر ایک کو نور
صنم کی ساتہ جھلکے ہو گئی خاک
کہ دل جاوخی شیشی مثل گل پھول

در ختام کتابچہ

کردن میں شکر خالق کا ادا اب
کیا ہی اب یہ او سکی فضل فی کام
ہوئی جیب مشنوی طیار یکسر
مری ہین ایک مشفق کالی پشاد
عنایت کرد سیدم غور میں
پڑی اس مشنوی کو شوق سی جو
فلک پر چینک ہے مھر نور
کستی ن ساقیادہ می پلا د
عدم سی جسی کی خفت حیا اب
ہوا جو سب درست آغاز و انجام
بند تار سچ کا دلمین قصور
ہوئی اس مشنوی کو سنج جو شاد
کہا یہ داستان چھ ساحت اقرا
خدا یار کہ ہمیشہ شاد او سکو
ہی یہ داستان عالم میں ہو
کہ سچی سی خاری ہیر نہ لائے

گنیں مینے جو مین
ہو مین گنتے مین سو کہ سے پکرتے
۱۹۴۵ء

حاملہ الطبع

شکر ایزد و دوا مین کہ مشنوی نلد مین از لقصیف فصاحت و بلاغت سر
مشتی بہکوت رای متوطن قصبہ کا کوری تیار سچ پانتر دہم سوال شمسہ ہجر

در شہر کانپور بطبع علوی علی شجاع طبع شد

CALL No. { ۱۹۱۵۵۵۱ } ACC. NO. ۱۳۷۱۴
 AUTHOR مفتی محمد شفیع
 TITLE مکمل

R0506.99.

۱۹۱۵۵۵۱
 ۱۳۷۱۴
 مکمل

Date	No.	Date	No.
R0506.99.	۵۲۸۷		



MAULANA AZAD LIBRARY ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES :-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-book and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due.

